مقابلہ نظم کے لئے منتخب اشعار

معیار اول

درثمین

1. کس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبدا الانوار کا ۔ بن رہا ہے سارا عالم آئینہ اَبصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا ۔ کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

2. زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے ۔ کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخُدا ۔ سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

کلام محمود

3. ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے ۔ سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
مُحمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے ۔ یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

4. قصہ ہجر ذرا ہوش میں آلوں تو کہوں ۔ بات لمبی ہے یہ سَر پیر جو پالوں تو کہوں
عِشق میں اک گُلِ نازک کے ہوا ہُوں مجنُوں ۔ دھجّیاں جامئہ تن کی میں اُڑا لوُں تو کہوں

5. تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم ۔ مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہر گز نہ تیرے دَر پر سے جائیں گے ہم
تری محبت کے جُرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم ۔ تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

6.

کلام طاہر

اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے ۔ جوت اک پریت کی ہِردے میں جگانے والے
سَرمدی پریم کی آشاؤں کو دِھیرے دِھیرے ۔ مدھ بھَرے سُر میں مَدُھر گیت سُنانے والے

7. میرے دَرد کی جو دَوا کرے، کوئی ایسا شخص ہوا کرے ۔ وہ جو بے پناہ اُداس ہو، مگر ہجر کا نہ گِلہ کرے
مری چاہتیں مری قُربتیں جسے یاد آئیں قدَم قدَم ۔ تو وہ سب سے چھپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ وبُکا کرے

8.

درعدن

کیا التجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں ۔ سر تا بہ پا سوال ہوں سائل نہیں ہوں میں
میری خطائیں سب ترے غفراں نے ڈھانپ لیں ۔ اب بھی نگاہ لطف کے قابل نہیں ہوں میں ؟

معیارِ دوئم

درِ ثمین

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے	اے سونے والو جاگو! شمسُ الضّحیٰ یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے	ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا	نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی	اے طالبانِ دولت! ظلِّ ہما یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے	دِیں کی مرے پیارو! زرّیں قبا یہی ہے
اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے	جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
اپنے کیے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا	آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

کلام محمود

ظہور مہدیٔ آخر زماں ہے	سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے	یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
گیا اسلام سے وقتِ خزاں ہے	ہوئی پیدا بہارِ جاوداں ہے
اگر پوچھے کوئی عیسیٰؑ کہاں ہے	تو کہہ دو اس کا مسکن قادیاں ہے
ہر اک دشمن بھی اب رطب اللّساں ہے	مرے احمد کی وہ شیریں زباں ہے
فدا تجھ پہ مسیحاؑ میری جاں ہے	کہ تُو ہم بے کسوں کا پاسباں ہے

کلام طاہر

یہ دل نے کس کو یاد کیا، سَپنوں میں یہ کون آیا ہے	جس سے سَپنے جاگ اٹھے ہیں خوابوں نے نور کمایا ہے
گل بوٹوں، کلیوں، پتوں سے، کانٹوں سے خوشبو آنے لگی	اک عَنبر بار تصوُّر نے یادوں کا چمن مہکایا ہے
گل رَنگ شَفَق کے پیراہن میں قوسِ قُزح کی پینگوں پر	اک یاد کو جھولے دے دے کر پگلے نے دل بہلایا ہے
دیکھیں تو سہی دن کیسے کیسے حُسن کے رُوپ میں ڈھلتا ہے	بدلی نے شَفَق کے چہرے پر کالا گیسو لہرایا ہے
جس رُخ دیکھیں ہر مَن موہن تیرا مکھڑا ہی تکتا ہے	ہر اِک مُحسن نے تیرے حُسن کا ہی اِحسان اُٹھایا ہے
غفلت میں عمُر کی رات کٹی، دل مَیلا بال سفید ہوئے	اٹھ چلنے کی تیاری کر، سورج سر پر چڑھ آیا ہے

درِ عدن

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں	جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں
ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سر طور ہے	تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو، یہ تری نظر کا قصور ہے	مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں	مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں	نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

معیار سوئم

درِ ثمین	
وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو	جو کچھ بُتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی	جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے	سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل	ڈھونڈو اسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو	دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سَرا نہیں
کلام محمود	
اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے	بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے
جبتک کہ دَم میں دَم رہے اس دین پر رہُوں	اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے
بے کس نواز ذات ہے تیری ہی اے خدا	آتا نظر نہیں کوئی تیرے سِوا مجھے
منجملہ تیرے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک	عیسیٰؑ مسیحؑ سا ہے دیا رہنما مجھے
تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی	گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے
ہاں ہاں نگاہِ رحم ذرا اِس طرف بھی ہو	بحرِ گُنہ میں ڈوب رہا ہوں بچا مجھے
موسیٰؑ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں	زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے
احساں نہ تیرا بھُولوں گا تا زیست اے مسیحؑ	پہنچا دے گر تُو یار کے دَر پر ذرا مجھے
سجدہ کناں ہوں در پہ ترے آ کے مرے خدا	اٹھوں کا جب اٹھائیگی یاں سے قضا مجھے
ڈوبا ہوں بحرِ عشقِ الٰہی میں شاد میں	کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے
کلام طاہر	
وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا	اَنوارِ رِسالت ہیں جس کی چمن آرائی
محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا	قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی
نبیوں نے سجائی تھی جو بزمِ مہ و انجم	واللہ اُسی کی تھی سب انجمن آرائی
دن رات درُود اس پر ہر ادنیٰ غُلام اس کا	پڑھتا ہے بصد منّت جپتے ہوئے نام اس کا
آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دعا پہنچی	ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی
ظاہر ہوا وہ جلوہ جب اُس سے نگہ پلٹی	خود حُسنِ نظر اپنا سو چند نکھار آئی
اے چشمِ خزاں دیدہ کھل کھل کہ سماں بدلا	اے فطرتِ خوابیدہ اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی
نبیوں کا امام آیا اللہ امام اس کا	سب تختوں سے اونچا ہے تخت عالی مقام اس کا

معیار چہارم

درثمین

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے	کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے	یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اِسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا	نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے
اور دِینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا	کوئی دِکھلائے اگر حق کو چھُپایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند	ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
یُونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں	وہ نہیں جاگتے سَو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں	باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے !!	لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج اِن نوروں کا اِک زور ہے اس عاجز میں	دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

کلام محمود

عشقِ خدا کی مے سے بھرا جام لائے ہیں	ہم مصطفیٰؐ کے ہاتھ پہ اسلام لائے ہیں
عاشق بھی گھر سے نکلے ہیں جاں دینے کیلئے	تشریف آج وہ بھی سرِ بام لائے ہیں
تم غیر کو دکھا کے ہمیں قتل کیوں کرو	ہم کب زباں پہ شکوہ سرِ عام لائے ہیں
ہم اپنے دل کا خون اُنہیں پیش کرتے ہیں	گلرُو کے واسطے مئے گلفام لائے ہیں
دنیا میں اس کے عشق کا چرچا ہے چار سُو	تحفہ کے طور پر دل بدنام لائے ہیں
قرآں سے ہم نے سیکھی ہے تدبیرِ بے خطا	صیدِ ہما کے واسطے اک دام لائے ہیں

درعدن

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو	دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو
قدم مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں "حرم"	تم اس زمین کرامت نشاں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر	ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو
نہ کیوں دلوں کو سکون و سرور ہو حاصل	کہ قرب خطہ رشک جناں میں رہتے ہو
تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا	جوار مرقد شاہ زماں میں رہتے ہو
تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی	تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

معیار پنجم

درِ ثمین	
کبھی نُصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو	کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وُہی اس کے مقرّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں	نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قُربت کو	اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جَلاؤ سب کمندوں کو
کلامِ محمود	
نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے	پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو
چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو	تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو
جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار	سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو	اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ	نظر انداز کوئی حصّہ احکام نہ ہو
پاس ہو مال تو دو اس سے زکٰوۃ و صدقہ	فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایّام نہ ہو
عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو	کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو	سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
از کلامِ طاہر	
اے شاہِ مکّی و مدَنی، سیّدُالوریٰ ؐ	تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلامِ دَر ہوں، تیرا ہی اسیرِ عشق	تو میرا بھی حبیب ہے، محبوبِ کبریاؐ
تیرے جِلو میں ہی مرا اُٹھتا ہے ہر قدم	چلتا ہوں خاکِ پا کو تِری چُومتا ہوا
تو میرے دل کا نور ہے، اے جانِ آرزو	روشن تجھی سے آنکھ ہے، اے نیّرِ ہدیٰ ؐ
ہیں جان و جسم، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار	اولاد ہے، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا
تُو وہ کہ میرے دِل سے جگر تک اتر گیا	میں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا

معیار ششم

ترانہ اطفال کلام محمود

مری رات دن بس یہی اِک صدا ہے
کہ اس عالم کون کا اِک خدا ہے

اُسی نے ہے پیدا کیا اِس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

وہ ہے ایک اس کا نہیں کوئی ہمسَر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اُس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

نہیں اُس کو حاجت کوئی بیویوں کی
ضرورت نہیں اُس کو کچھ ساتھیوں کی

ہر اک چیز پر اُس کو قدرت ہے حاصل
ہر اک کام کی اُس کو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اُس نے ہی اونچا کیا ہے
سمندر کو اُس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اُسی نے تو قدرت سے پیدا کیے ہیں

کوئی شَے نظر سے نہیں اس کے مخفی
بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

کلام محمود

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی اِبتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تِری رَضا ہو

مِٹ جاؤں میں تو اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دِین کو بقا ہو

سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو
لَب پر ہو ذکر تیرا دِل میں تری وفا ہو

شیطان کی حکومت مِٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مُصطفٰیؐ ہو

محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

بخار دل

قران سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا
اُستانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سپارا

پہلے تو ناظرے سے آنکھیں کروں گی روشن
پھر ترجمہ سکھانا جب پڑھ چکوں میں سارا

مطلب نہ آئے جب تک کیونکر عمل ہے ممکن
بے ترجمے کے ہرگز اپنا نہیں گزارا

یاربّ تو رحم کر کے ہم کو سکھادے قرآں
ہر دکھ کی یہ دوا ہو ہر درد کا ہو چارا

دل میں ہو میرے ایماں سینے میں نورِ فرقاں
بن جاؤں پھر تو سچ مچ میں آسماں کا تارا